دار الافتاء

استفتا

زید ایک پیدائشی مجنونہ لڑکی سے اس کے والدین کی اجازت سے نکاح کر لیتا ہے نکاح کے بعد بھی لڑکی کی حالت بدستور پہلے جیسی ہے۔ زید امامت کے فرائض بھی سرانجام دے رہا ہے۔

مقتدی معترض ہیں کہ امام کی بیوی مجنونہ ہے اور وہ ایسی حرکات کرتی ہے جو شرم و حیا سے خالی ہیں بلکہ مقتدی متنفر ہیں۔ کیا ان حالات میں زید کا نکاح جائز ہے؟

نیز زید شرعاً امامت پر فائز رہ سکتا ہے۔

مستفتی سید الطاف حسین شاہ

الجواب

جب مجنونہ لڑکی کے والد نے نکاح کر دیا ہے تو نکاح تو بہرحال ہو گیا، گو نیک انسان کو بدکار سے نکاح نہیں کرنا چاہیے۔ لیکن مجنونہ کو بدکار کہنا ہی بے جا ہے کیونکہ وہ مکلف ہی نہیں ہے۔

رُفِعَ الْقَلَمُ عَنْ ثَلٰثَةٍ عَنِ الْمَجْنُوْنِ الْمَغْلُوْبِ عَلٰی عَقْلِہٖ حَتّٰی یَبْرَأَ الحدیث

(احمد، ابوداؤد عن علی و عمر)

ویسے بھی نکاح سے پہلے یا بعد میں جو زنا سرزد ہو جاتا ہے، اس سے نکاح پر اثر نہیں پڑتا۔

لَا یُحَرِّمُ الْحَرَامُ الْحَلَالَ (ابن ماجہ عن ابن عمر و بیہقی عن عائشۃ

بعض ناگزیر مجبوریوں کی وجہ سے بسا اوقات یہ کڑوے گھونٹ برداشت کرنے پڑ جاتے ہیں۔

جَاءَ رَجُلٌ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فَقَالَ اِنَّ عِنْدِیْ امْرَأَۃً ھِیَ اَحَبُّ النَّاسِ اِلَیَّ وَھِیَ لَا تَمْنَعُ یَدَ لَامِسٍ قَالَ طَلِّقْھَا قَالَ لَا اَصْبِرُ عَنْھَا قَالَ اسْتَمْتِعْ بِھَا (رواہ ابوداود والنسائی)

اس کے باوجود جو شخص اس حد تک دیکھ کر قناعت کر لیتا ہے، وہ قابلِ ذکر شخص نہیں

ہو سکتا، اسلامی زبان میں اس کو "دیوث" کہا جاتا ہے، اس کے بارے میں حضور کا ارشاد ہے کہ، ایسے شخص جنت میں نہیں جا سکیں گے۔

ثَلٰثَةٌ لَا یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ اَلْعَاقُّ لِوَالِدَیْہِ وَالدَّیُّوْثُ وَالرَّجِلَةُ (رواہ النسائی والبزار قال المنذری واللفظ لہ باسنادین جیدین)۔

کیونکہ اللہ نے اس پر جنت حرام کر دی ہے۔

ثَلٰثَةٌ حَرَّمَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی عَلَیْھِمُ الْجَنَّةَ مُدْمِنُ الْخَمْرِ وَالْعَاقُّ وَالدَّیُّوْثُ الَّذِیْ یُقِرُّ الْخَبَثَ فِیْ اَھْلِہٖ (احمد)

باقی رہی ایسے کی امامت؛ سو اگر اس کے نمازی اس سے مطمئن نہیں ہیں تو اس کو خود بخود الگ ہو جانا چاہیے کیونکہ اس کی اپنی نماز قبول نہیں ہوتی، دوسروں کی کیا ہو گی؛

ثَلٰثَةٌ لَا تَرْتَفِعُ صَلَاتُھُمْ فَوْقَ رُؤُوْسِھِمْ شِبْرًا رَجُلٌ اَمَّ قَوْمًا وَھُمْ لَہٗ کَارِھُوْنَ (ابن ماجہ عن ابن عباس واللفظ للترمذی عن ابی امامۃ)

خاص کر جو طبقہ حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مقلد ہے، اس کے لیے اندیشہ ہے کہ ان کی نماز ہی ضائع ہو جائے، کیونکہ ان کے نزدیک مقتدیوں کی نماز امام کی نماز پر "مرتب" ہوتی ہے، امام کی صحیح رہی تو ان کی بھی صحیح رہی، ورنہ نہیں۔

لِاَنَّ صَلٰوتَھُمْ مُرْتَبِطَةٌ بِصَلٰوةِ اِمَامِھِمْ فَاِذَا لَمْ تَکُنْ لَہٗ صَلٰوةٌ لَمْ تَکُنْ لَھُمْ (التمہید لابن عبد البر جلد اول)

گو ان امور کا تعلق بظاہر فقہی ابواب سے ہے تاہم ان معنوی امکانات سے بالکلیہ صرفِ نظر بھی ممکن نہیں ہے۔

امامت، ایک عظیم قیادت ہے، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نظریہ ہے کہ جو امامتِ نماز کا اہل ہے وہی ہماری سیاسی قیادت کا بھی حق دار ہے۔ چنانچہ حضرت ابو بکرؓ کی امامتِ نماز سے ان کی سیاسی قیادت کے ثبوت کے لیے انھوں نے فرمایا تھا۔

کان خلیفۃ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علی الصلوٰۃ، رَضِیَہٗ لِدِیْنِنَا فَرَضِیْنَاہُ لِدُنْیَانَا (فضائل ابی بکر الصدیق للعشاری)

اس لیے اگر ایسے غیر محتاط نماز کی امامت پر فائز رہیں تو عوام کے دلوں سے نماز کا احترام بھی جاتا رہے گا۔ یہ بھی ایک قسم کی دکانداری ہو کر رہ جائے گی۔ اس لیے بہتر ہے